www.KitaboSunnat.com

أحکام و مسائل

حافظ صلاح الدین یوسف

رمضان المبارک میں کرنے والے کام

ہم رمضان المبارک کا استقبال کیسے کریں؟

اللہ تعالیٰ نے اس ماہِ مبارک کو بہت سے خصائص و فضائل کی وجہ سے دوسرے مہینوں کے مقابلے میں ایک ممتاز مقام عطا کیا ہے جیسے:

☆ اس ماہِ مبارک میں قرآن مجید کا نزول ہوا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ﴾ (البقرۃ:۲/۱۸۵)

☆ اس کے عشرۂ اخیر کی طاق راتوں میں ایک قدر کی رات (شب قدر) ہوتی ہے جس میں اللہ کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے: ﴿لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر ۹۷/۳)

"شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے" ہزار مہینے ۸۳ سال اور ۴ مہینے بنتے ہیں۔ عام طور پر ایک انسان کو اتنی عمر بھی نہیں ملتی۔ یہ امتِ مسلمہ پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اسے اتنی فضیلت والی رات عطا کی۔

☆ رمضان کی ہر رات کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔

☆ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

☆ سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ روزانہ جنت کو سنوارتا اور مزین فرماتا ہے اور پھر جنت سے خطاب کر کے کہتا ہے کہ "میرے نیک بندے اس ماہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اور مجھے راضی کر کے تیرے پاس آئیں گے۔"

☆ رمضان کی آخری رات میں روزے داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اگر انہوں نے صحیح معنوں میں روزے رکھ کر ان کے تقاضوں کو پورا کیا ہوگا۔

☆ فرشتے، جب تک روزے دار روزہ افطار نہیں کر لیتے، ان کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔

یہ اس مہینے کی چند خصوصیات اور فضیلتیں ہیں۔ اب ہمیں سوچنا ہے کہ ہم کیسے اس کا استقبال کریں؟ کیا ویسے ہی جیسے ہر مہینے کا استقبال ہم اللہ کی نافرمانیوں اور غفلت کیشیوں سے کرتے ہیں؟ یا اس انداز سے کہ ہم اس کی خصوصیات اور فضائل سے بہرہ وَر ہو سکیں؟ اور جنت میں داخلے کے اور جہنم سے آزادی کے مستحق ہو سکیں؟

اللہ کے نیک بندے اس کا استقبال اس طرح کرتے ہیں کہ غفلت کے پردے چاک کر دیتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں توبہ واستغفار کے ساتھ یہ عزمِ صادق کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اس ماہِ مبارک کی عظمتوں اور سعادتوں سے ایک مرتبہ پھر نوازا ہے تو ہم اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس کی فضیلتیں حاصل کریں گے اور اپنے اوقات کو اللہ کی عبادت کرنے، اعمالِ صالحہ بجالانے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹنے میں صرف کریں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ اس مہینے کے کون سے وہ اعمالِ صالحہ ہیں جن کی خصوصی فضیلت اور تاکید بیان کی گئی ہے۔

رمضان المبارک کے خصوصی اَعمال و وظائف

(۱) **روزہ:** ان میں سب سے اہم عمل، روزہ رکھنا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة عشر أمثالها إلى سبع مائة ضِعف قال الله عزوجل: إلا الصوم فإنه لي وأنا أجزي به يَدَع شهوته وطعامه (وشرابه) من أجلي، للصائم فرحتان، فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه ولَخَلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك" (صحيح بخاری، باب فضل الصوم، رقم :۱۸۹۳، مسلم باب فضل الصيام، رقم ۱۶۳-۱۶۵، واللفظ لمسلم)

"انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے، اس کا اجر اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے۔ لیکن روزے کے بابت اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ یہ عمل (چونکہ) خالص میرے لئے ہے، اس لئے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (کیونکہ) روزے دار صرف میری خاطر اپنی جنسی خواہش، کھانا اور پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اسے روزہ کھولتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت حاصل ہو گی جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے"

ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"من قامَ رمضان إيمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه" (صحيح بخاری، الصوم، باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا ونية رقم:۱۹۰۱)

"جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (یعنی اخلاص سے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"

یہ فضیلت اور اجرِ عظیم صرف کھانا پینا چھوڑ دینے سے حاصل نہیں ہو جائے گا، بلکہ اس کا مستحق صرف وہ روزے دار ہوگا جو صحیح معنوں میں روزوں کے تقاضے بھی پورے کرے گا۔ جیسے جھوٹ سے، غیبت سے، بدگوئی اور گالی گلوچ سے، دھوکہ فریب دینے سے اور اس قسم کی تمام بے ہودگیوں اور بدعملیوں سے بھی اجتناب کرے گا۔ اس لئے کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه"
(صحيح بخاري: الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به رقم: ١٩٠٣)

"جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے" ...... اور فرمایا:

"الصيام جُنّة وإذا كان يوم صوم أحدكم فلا يرفث ولا يصخب فإن سابّه أحد أو قاتله فليقل إني امرؤ صائم"

"روزہ ایک ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو، تو وہ نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور و شغب۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کی کوشش کرے تو (اس کو) کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں" (بخاری، رقم: ١٩٠٣، مسلم رقم: ١١٥١، باب ٢٩، ٣٠)

یعنی جس طرح ڈھال کے ذریعے سے انسان دشمن کے وار سے اپنا بچاؤ کرتا ہے۔ اسی طرح جو روزے دار روزے کی ڈھال سے اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچے گا۔ گویا اس کے لئے ہی یہ روزہ جہنم سے بچاؤ کے لئے ڈھال ثابت ہوگا۔ اس لئے جب ایک مسلمان روزہ رکھے، تو اس کے کانوں کا بھی روزہ ہو، اس کی آنکھ کا بھی روزہ ہو، اس کی زبان کا بھی روزہ ہو اور اسی طرح اس کے دیگر اعضاء و جوارح کا بھی روزہ ہو۔ یعنی اس کا کوئی بھی عضو اور جز اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ ہو اور اس کی روزے کی حالت اور غیر روزے کی حالت ایک جیسی نہ ہو بلکہ ان دونوں حالتوں اور دونوں میں فرق و امتیاز واضح اور نمایاں ہو۔

(٢) قیام اللیل: دوسرا عمل، قیام اللیل ہے۔ یعنی راتوں کو اللہ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں عجز و نیاز کا اظہار کرنا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن (رحمٰن کے بندوں) کی جو صفات بیان فرمائی ہیں، ان میں ایک یہ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا﴾ (الفرقان: ٢٥/٦٣)
"ان کی راتیں اپنے رب کی سامنے قیام و سجود میں گزرتی ہیں"

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

"من قام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" (صحيح بخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ٢٠٠٩، مسلم صلاة

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح رقم ۷۵۹)

”جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا، ایمان کی حالت میں، ثوابت کی نیت (اخلاص) سے، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے“

راتوں کا قیام نبی ﷺ کا بھی مستقل معمول تھا، صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ بھی اس کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور ہر دور کے اہل علم و صلاح اور اصحاب زہد و تقویٰ کا یہ امتیاز رہا ہے۔ خصوصاً رمضان المبارک میں اس کی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے۔ رات کا یہ تیسرا آخری پہر اس لئے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ ہر روز آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اہل دنیا سے خطاب کر کے کہتا ہے:

”کون ہے جو مجھ سے مانگے، تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اسکو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے، تو میں اسے بخش دوں؟“

"ینزل ربّنا تبارك و تعالیٰ كل لیلة إلی سمآء الدنیا حین یبقیٰ ثُلث اللیل الاخر، یقول من یدعونی فاستجیب له؟ من یسألنی فأعطیه؟ من یستغفرني فأغفر له" (البخاري، كتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة من أخر اللیل، رقم:۱۱۳۵)

(۳) **صدقہ و خیرات**: تیسرا عمل صدقہ و خیرات کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں

"كان رسول اللهﷺ أجود الناس بالخیر وكان أجود ما یكون فی شهر رمضان...... فإذا لقیه جبریل كان رسول اللهﷺ أجود بالخیر من الریح المرسلة" (مسلم، الفضائل، باب ۱۲، رقم: ۲۲۰۸)

”رسول اللہ ﷺ بھلائی کے کاموں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور آپ کی سب سے زیادہ سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی......اس مہینے میں (قرآن کا دور کرنے کے لئے) آپ سے جب جبریل علیہ السلام ملتے، تو آپ کی سخاوت اتنی زیادہ اور اس طرح عام ہوتی جیسے تیز ہوا ہوتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں عام دنوں کے مقابلے میں صدقہ و خیرات کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

صدقہ و خیرات کا مطلب ہے، اللہ کی رضا جوئی کے لئے فقراء و مساکین، یتامیٰ و بیوگان اور معاشرے کے معذور اور بے سہارا افراد کی ضروریات پر خرچ کرنا اور ان کی خبر گیری کرنا۔ بے لباسوں کو لباس پہنانا، بھوکوں کو غلہ فراہم کرنا، بیماروں کا علاج معالجہ کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرنا، معذوروں کا سہارا بننا، مقروضوں کو قرض کے بوجھ سے نجات دلا دینا اور اس طرح کے دیگر افراد کے ساتھ تعاون و ہمدردی کرنا۔

سلف صالحین میں کھانا کھلانے کا ذوق و جذبہ بڑا عام تھا، اور یہ سلسلہ بھوکوں اور تنگ دستوں کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کھلانے تک محدود نہ تھا، بلکہ دوست احباب اور نیک لوگوں کی دعوت کرنے کا بھی شوقِ فراواں تھا، اس لئے کہ اس سے آپس میں پیار و محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور نیک لوگوں کی دعائیں حاصل ہوتی ہیں جن سے گھروں میں خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔

(۴) **روزے کھلوانا**: ایک عمل روزے کھلواناہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"من فطّر صائما كان له مثل أجره غير أنه لاينقص من أجر الصائم شيئا"
(ترمذی، الصوم، باب ماجاء فی فضل من فطّر...... رقم ۸۰۷)

"جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا، تو اس کو بھی روزے دار کی مثل اجر ملے گا، بغیر اس کے کہ اللہ روزے دار کے اجر میں کوئی کمی کرے"

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

"من فطّر صائما أو جهّز غازيا فله مثل أجره" (صحیح الترغیب ۱۰۸۲)

"جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا یا کسی مجاہد کو تیار کیا (سامانِ حرب دے کر) تو اس کے لئے بھی اس کی مثل اجر ہے"

(۵) **کثرتِ تلاوت**: قرآنِ کریم کا نزول رمضانُ المبارک میں ہوا، اس لئے قرآنِ کریم کا نہایت گہرا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہِ مبارک میں نبی اکرم ﷺ حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآنِ کریم کا دور فرمایا کرتے تھے اور صحابہ و تابعین بھی اس ماہ میں کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کا اہتمام کرتے تھے، ان میں سے کوئی دس دن میں، کوئی سات دن اور کوئی تین دن میں قرآن ختم کرلیا کرتا تھا اور بعض کی بابت آتا ہے کہ وہ اس سے بھی کم مدت میں قرآن ختم کرلیتے تھے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ

"حدیث میں تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کرنے کی جو ممانعت ہے، اس کا تعلق عام حالات و ایام سے ہے۔ فضیلت والے اوقات اور فضیلت والے مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی ان اوقات اور مقامات میں تین دن سے کم میں قرآنِ مجید ختم کرنا جائز ہے۔ جیسے رمضان المبارک کے شب و روز، بالخصوص شبِ قدر ہے۔ یا جیسے مکہ ہے جہاں حج یا عمرے کی نیت سے کوئی گیا ہو۔ ان اوقات اور جگہوں میں چونکہ انسان ذکر و عبادت کا کثرت سے اہتمام کرتا ہے، اس لئے کثرتِ تلاوت بھی مستحب ہے۔"

تاہم حدیث کے عموم کو ملحوظ رکھنا اور کسی بھی وقت یا جگہ کو اس سے مستثنیٰ نہ کرنا، زیادہ صحیح ہے، توجہ اور اہتمام سے روزانہ دس پاروں کی تلاوت بھی کافی ہے، باقی اوقات میں انسان دوسری عبادات کا اہتمام کرسکتا ہے یا قرآنِ کریم کے مطالب و معانی کے سمجھنے میں صرف کرسکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح تلاوت مستحب و مطلوب ہے، اسی طرح قرآن میں تدبر کرنا اور اس کے مطالب و معانی کو سمجھنا بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ اور امر موکد ہے۔

(٦) **تلاوتِ قرآن میں خوف و بکاء کی مطلوبیت**: قرآنِ کریم کو پڑھتے اور سنتے وقت انسان پر خوف اور رقت کی کیفیت بھی طاری ہونی چاہئے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب پڑھنے اور سننے والے مطالب و معانی سے بھی واقف ہوں۔ اسی لئے قرآن کو شعروں کی سی تیزی اور روانی سے پڑھنے کی ممانعت ہے، جس کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کو محض تاریخ و قصص کی کتاب نہ سمجھا جائے بلکہ اسے کتابِ ہدایت سمجھ کر پڑھا جائے، آیاتِ وعد و وعید اور اِنذار و تبشیر پر غور کیا جائے، جہاں اللہ کی رحمت و مغفرت اور اس کی بشارتوں اور نعمتوں کا بیان ہے وہاں اللہ سے ان کا سوال کیا جائے اور جہاں اس کے اِنذار و تخویف اور عذاب و وعید کا تذکرہ ہو، وہاں ان سے پناہ مانگی جائے۔ ہمارے اَسلاف اس طرح غور و تدبر سے قرآن پڑھتے تو ان پر بعض دفعہ ایسی کیفیت اور رِقت طاری ہوتی کہ بار بار وہ ان آیتوں کی تلاوت کرتے اور خوب بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑاتے۔ اگر سننے والے بھی غور و تدبر سے سنیں تو ان پر بھی یہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا: إقرأ عليَّ "مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ" حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا: "أقرأ عليك وعليك أُنزِل" "میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے" آپ نے فرمایا: "إني أحبّ أن أسمعه من غيري" "میں اپنے علاوہ کسی اور سے سننا چاہتا ہوں" چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کردی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

"اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ حاضر کریں گے اور (اے محمد ﷺ!) ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔" (النساء ٤/ ٤١)

تو آپ نے فرمایا: "حسبك" "بس کرو" حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(صحیح بخاری: تفسیر سورۃ النساء، رقم الحدیث ۴۵۸۲)

نبی ﷺ اس طرح غور و تدبر سے قرآن پڑھتے اور اس سے اثر پذیر ہوتے کہ جن سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں کا بیان ہے آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کردیا ہے:

"شَيَّبَتْنِي هود وأخواتها قبل المشيب" (طبراني كبير بحواله الصحيحة، رقم: ٩٥٥)

دوسری روایت میں ہے:

"شيبتني هود والواقعة والمرسلات، وعمّ يتساءلون"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھے سورۂ ہود (اور اس جیسی دوسری سورتوں) سورۂ واقعہ، مرسلات اور "عم یتساءلون" نے بوڑھا کردیا ہے" (ترمذی بحواله صحیح الجامع الصغیر ۱/۶۹۲)

اللہ کے خوف سے ڈرنا اور رونا، اللہ کو بہت محبوب ہے۔ ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ان میں ایک وہ شخص ہوگا جس کی آنکھوں سے تنہائی میں اللہ کے ذکر اور اس کی عظمت و ہیبت کے تصور سے آنسو جاری ہوجائیں...... "رجل ذكرالله خاليا ففاضت عيناه" (صحیح بخاری، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة...... رقم: ٦٦٠ و رقم: ٦٤٧٩)

ایک واقعہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ

"پچھلی امتوں میں ایک شخص تھا، اللہ نے اس کو مال و دولت سے نوازا تھا، لیکن وہ سمجھتا تھا کہ میں نے اس کا حق ادا نہیں کیا اور بہت گناہ کئے ہیں۔ چنانچہ موت کے وقت اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر وصیت کی کہ میری لاش جلا کر اس کی راکھ تیز ہوا میں اڑا دینا (بعض روایات میں ہے کہ سمندر میں پھینک دینا) چنانچہ اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے اس کے اَجزا کو جمع کیا اور اس سے پوچھا: "تو نے ایسا کیوں کیا؟" اس نے کہا صرف تیرے خوف نے مجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا"

(صحیح بخاری: الرقاق، رقم ۶۴۸۱۔ الانبیاء، رقم: ۳۴۵۲۔ ۳۴۷۸۔ ۳۴۷۹)

بہرحال اللہ کا خوف اپنے دل میں پیدا کرنے کی سعی کرنی چاہئے اور اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت غور و تدبر سے کی جائے اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھا جائے اور اللہ کی عظمت و جلالت کو قلب و ذہن میں مستحضر کیا جائے۔

(۷) **اعتکاف**: رمضان کی ایک خصوصی عبادت اعتکاف ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ رمضان کے آخری دس دن، رات دن مسجد کے ایک گوشے میں گزارتے اور دنیوی معمولات اور تعلقات ختم فرمادیتے۔ نبی ﷺ اتنی پابندی سے اعتکاف فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ اعتکاف نہ بیٹھ سکے، تو آپ نے شوال کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا: (صحیح بخاری) اور جس سال آپ کی وفات ہوئی، اس سال آپ نے رمضان میں دس دن کی بجائے ۲۰ دن اعتکاف فرمایا: (صحیح بخاری، الاعتکاف، رقم: ۲۰۴۴)

اِعتکاف کے معنی ہیں "جھک کر یکسوئی سے بیٹھ رہنا" اس عبادت میں انسان صحیح معنوں میں سب سے کٹ کر اللہ کے گھر میں یکسو ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی ساری توجہ اس امر پر مرکوز رہتی ہے کہ اللہ مجھ سے راضی ہوجائے۔ چنانچہ وہ اس گوشۂ خلوت میں بیٹھ کر توبہ و استغفار کرتا ہے۔ نوافل پڑھتا ہے، ذکر و تلاوت کرتا ہے۔ دعا و التجا کرتا ہے اور یہ سارے ہی کام عبادات ہیں۔ اس اعتبار سے اعتکاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا مجموعہ عبادات ہے۔اس موقع پر اعتکاف کے ضروری مسائل بھی سمجھ لینے مناسب ہیں:

☆ اس کا آغاز ۲۰ر رمضان المبارک کی شام سے ہوتا ہے۔ مُعْتَکِف مغرب سے پہلے مسجد میں آجائے اور صبح فجر کی نماز پڑھ کر مُعْتَکَف (جائے اعتکاف) میں داخل ہو۔

☆ اس میں بلا ضرورت مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ بیمار کی مزاج پرسی، جنازے میں شرکت اور اس قسم کے دیگر رفاہی اور معاشرتی امور میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ البتہ بیوی آکر مل سکتی ہے، خاوند کے بالوں میں کنگھی وغیرہ کر سکتی ہے۔ خاوند بھی اسے چھوڑنے کے لئے گھر تک جاسکتا ہے، اسی طرح کوئی انتظام نہ ہو اور گھر بھی قریب ہو تو اپنی ضروریاتِ زندگی لینے کے لئے گھر جاسکتا ہے۔

☆ غسل کرنے اور چارپائی استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے۔

☆ اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے، یعنی جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہو۔

☆ عورتیں بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں، لیکن ان کے لئے اعتکاف بیٹھنے کی جگہ مساجد ہی ہیں نہ کہ گھر۔ جیسا کہ بعض مذہبی حلقوں میں گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا سلسلہ ہے۔ نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی اعتکاف بیٹھتی رہی ہیں اور ان کے خیمے مسجد نبویؐ میں ہی لگتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں وضاحت موجود ہے اور قرآنِ کریم کی آیت:﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرۃ:۱۸۷) سے بھی واضح ہے۔

اس لئے عورتوں کا گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج بے اصل اور قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ تاہم چونکہ یہ نفلی عبادت ہے، بنابریں جب تک کسی مسجد میں عورتوں کے لئے الگ مستقل جگہ نہ ہو، جہاں مردوں کی آمدورفت کا سلسلہ بالکل نہ ہو، اس وقت تک عورتوں کو مسجدوں میں اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہئے۔

ایک فقہی اصول ہے "درأ المفاسد أولى من جلب المصالح" "یعنی خرابیوں سے بچنا اور ان کے امکانات کو ٹالنا مصالح حاصل کرنے کے بہ نسبت، زیادہ ضروری ہے۔" اس لئے جب تک کسی مسجد میں عورت کی عزت وآبرو محفوظ نہ ہو، وہاں اس کے لئے اعتکاف بیٹھنا مناسب نہیں۔

ليلة القدر کی تلاش

ليلة القدر جس کی یہ فضیلت ہے کہ ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یہ بھی رمضان کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اور اسے مخفی رکھنے میں بھی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ ایک مؤمن اس کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے پانچوں راتوں میں اللہ کی خوب عبادت کرے۔ نبی ﷺ نے اس کی فضیلت میں بیان فرمایا ہے:

"من قام ليلة القدر إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه"

"جس نے شب قدر میں قیام کیا (یعنی اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے" (صحيح بخاری، باب فضل ليلة القدر، باب رقم: ١، رقم: ٢٠١٤)

اسی طرح نبی ﷺ نے اسے تلاش کرنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ فرمایا:

"إنی أريت ليلة القدر وإنی نَسِيتُها (أو أُنسِيتُها) فالتمسوها فی العشر الأواخر من كل وتر" (صحيح مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على عليها...... رقم: ١١٦٧)

"مجھے ليلة القدر دکھائی گئی تھی، لیکن (اب) اسے بھول گیا (یا مجھے بھلا دیا گیا) پس تم اسے رمضان کے آخری دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو"

یعنی ان طاق راتوں میں خوب اللہ کی عبادت کرو، تاکہ تم لیلۃ القدر کی فضیلت پا سکو۔

ليلة القدر کی خصوصی دعا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے، تو میں کیا پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" (ترمذی، الدعوات، باب٨٨، رقم: ٣٥١٣)

"اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے"

آخری عشرے میں نبی ﷺ کا معمول

یہ بات واضح ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں ہی اعتکاف کیا جاتا ہے اور اسی عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات ليلة القدر بھی ہے، جس کی تلاش و جستجو میں ان راتوں کو قیام کرنے اور ذکر و عبادت میں رات گزارنے کی تاکید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ اس عشرۂ اخیر میں عبادت کے لئے خود بھی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی حکم دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"إذا دخل العشرُ أحيا الليل وأيقظ أهله وجد وشد المئزر" (صحيح مسلم، الصيام، الإعتكاف، باب الإجتهاد فی العشر الأواخر من رمضان رقم: ١١٧٤)

"رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رات کا بیشتر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ جاگ کر گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے"

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"كان رسول الله ﷺ يجتهد فى العشر الأواخر مالا يجتهد فى غيره"

"رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں جتنی محنت کرتے تھے، اور دنوں میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے" (حوالہ مذکور)

اس محنت اور کوشش سے مراد، ذکر و عبادت کی محنت اور کوشش ہے۔ اسلئے ہمیں بھی ان آخری دس دنوں میں اللہ کو راضی کرنے کیلئے ذکر و عبادت اور توبہ و استغفار کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

رمضان المبارک میں عمرہ کرنا

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ نبی ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا:

"فإذا كان رمضان اعتمرى فيه فإن عمرة فى رمضان حجة" (صحيح بخارى، الحج، كتاب العمرة باب عمرة فى رمضان، رقم: ١٧٨٢)

اور بخاری کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"حجة مَعِى" (بخارى، فضائل المدينة رقم: ١٨٢٦٣)

اس مقام پر اس عورت کا نام بھی اُمّ سنان انصاریہ بیان کیا گیا ہے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا:

"جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کرنا، اس لئے کہ رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے"

نبی ﷺ کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ آپ اکثر فجر کی نماز پڑھ کر اپنے مصلے پر تشریف رکھتے یہاں تک کہ سورج خوب چڑھ آتا۔

"أن النبى ﷺ كان إذا صلّى الفجر جلس فى مصلاه حتى تطلع الشمس حسنا" (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل الجلوس فى مصلاه بعد الصبح و فضل المساجد ٧ رقم: ٦٧٠)

ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"من صلّى الفجر فى جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة و عمرة قال: قال رسول الله ﷺ تامة تامة تامة"

(رواه الترمذى، حسّنَه الألبانىؒ فى تعليق المشكوة ١/٣٠٦، باب الذكر بعد الصلوٰة)

"جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر (مسجد میں) بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی، تو اس کو ایک حج اور عمرے کی مثل اجر ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پورے حج و عمرے کا، پورے حج و عمرے کا، پورے حج و عمرے کا"

یہ فضیلت عام ہے، رمضان اور غیر رمضان دونوں حالت میں مذکورہ دو رکعتوں کی وہ فضیلت ہے جو اس میں بیان کی گئی ہے۔ اسے اعمالِ رمضان میں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عام دنوں میں تو ہر مسلمان کے لئے اس فضیلت کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ تاہم رمضان میں، جب کہ نیکی کرنے کا جذبہ زیادہ قوی اور ثواب کمانے کا شوق فراواں ہوتا ہے، اس لئے رمضان میں تو یہ فضیلت حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔

کثرتِ دعا کی ضرورت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے اَحکام و مسائل کے درمیان دعا کی ترغیب بیان فرمائی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي﴾ (البقرة: ۲/۱۸۶)

"جب میرے بندے آپ سے میری بابت پوچھیں، تو میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ کو پکارے، لوگوں کو چاہئے کہ وہ بھی میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں"

اس سے علماء اور مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ اس اندازِ بیان سے اللہ تعالیٰ کی یہ منشا معلوم ہوتی ہے کہ رمضان المبارک میں دعاؤں کا بھی خصوصی اہتمام کیا جائے، کیونکہ روزہ ایک تو اخلاصِ عمل کا بہترین نمونہ ہے، دوسرے، روزے کی حالت میں انسان نیکیاں بھی زیادہ سے زیادہ کرتا ہے، راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا اور توبہ و استغفار بھی کرتا ہے اور یہ سارے عمل انسان کو اللہ کے قریب کرنے والے ہیں۔

اس لئے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی خوب کی جائیں، خصوصاً افطاری کے وقت اور رات کے آخری پہر میں، جب اللہ تعالیٰ خود آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر لوگوں سے کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ تاہم قبولیتِ دعا کے لئے ضروری ہے کہ دعا کے آداب و شرائط کا بھی اہتمام کیا جائے جیسے:

(۱) اللہ کی حمد و ثنا اور نبی ﷺ پر درود کا اہتمام۔

(۲) حضورِ قلب اور خشوع کا اظہار۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اللہ کی ذات پر اعتماد و یقین۔

(۴) تسلسل و تکرار سے دعا کرنا اور جلد بازی سے گریز۔

(۵) صرف حلال کمائی پر قناعت اور حرام کمائی سے اجتناب وغیرہ۔

اس سلسلے میں چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ادعوا الله وأنتم موقنون بالإجابة واعلموا أن الله لا يستجيب دعاء من قلب غافلٍ لاهٍ" (ترمذی)

"اللہ سے اس طرح دعا کرو کہ تمہیں یہ یقین ہو کہ وہ ضرور دعا قبول فرمائے گا اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل، بے پروا دِل سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں فرماتا"

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"لا يقولن أحدكم اللهم اغفرلي إن شئتَ اللهم ارحمنى إن شئت، ليعزم المسألة فإنه لا مستكره له" (صحيح بخارى، الدعوات رقم: ٦٣٣٩...... مسلم، كتاب الذكر و الدعاء رقم:٢٦٧٩)

"جب تم میں سے کوئی دعا کرے، تو اس طرح دعا نہ کرے: "اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے، اگر تو چاہے تو رحم فرما" بلکہ پورے یقین، اذعان اور الحاح واصرار سے دعا کرے، اس لئے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں"

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"لا يزال يستجاب للعبد ما لم يَدْعُ بإثم أو قطيعة رحم مالم يستعجل قيل يارسول الله ما الاستعجال، قال يقول قد دعوت ، وقد دعوت، فلم أرَ يستجيب لى، فيستحسر عند ذلك و يَدَع الدعاء" (صحيح بخارى، الدعوات، باب ١٢ رقم: ٦٣٤٠، صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب ٢٥ رقم:٢٧٣٥، واللفظ لمسلم)

"بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے، جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو اور جلد بازی بھی نہ کی جائے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! جلد بازی کا مطلب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ کہتا ہے، میں نے دعا کی اور بار بار دعا کی۔ لیکن ایسا نظر آتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں وہ سست اور مایوس ہو جاتا اور دعا کرنا چھوڑ بیٹھتا ہے"

نبی ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ حال، گردوغبار میں اَٹا ہوا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا اور کہتا ہے:

"يارَبِّ يارَبِّ! ومطعَمه حرام و مشرَبه حرام و ملبَسه حرام وغُذي بالحرام فأنّى يُستجاب لذلك" (صحيح مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطیب و ترہیبتھا رقم: ۱۰۱۵)

"اے رب! اے رب! کرتے ہوئے دعا کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے اور اس کا لباس بھی حرام کا ہے، حرام کی غذا ہی اس کی خوراک ہے، تو ایسے شخص کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟"

مذکورہ احادیث سے ان آداب و شرائط کی وضاحت ہو جاتی ہے جو اس عنوان کے آغاز میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان آداب و شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے دعا کی جائے تو یقیناً وہ دعا قبول ہوتی ہے یا اس کے عوض کچھ اور فوائد انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها إثم ولا قطيعة رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاث، إما أن تعجّل له دعوته وإما أن يدخرها له فى الآخرة وإما أن يصرف عنه من السوء مثلها قالوا إذن نُكْثِر ، قال: اللهُ أكْثَرُ" (رواه أحمد)

"جو مسلمان بھی کوئی دعا کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ گناہ اور قطع رحمی کی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دعا کی وجہ سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے، یا تو فی الفور اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے، یا اس کو اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دیا جاتا ہے یا اس سے اس کی مثل اس کو پہنچنے والی برائی کو دور کر دیا جاتا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے کہا: تب تو ہم خوب دعائیں کیا کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے پاس بھی بہت خزانے ہیں"

ایک دوسرے کے حق میں غائبانہ دعا کی فضیلت

انسان کو صرف اپنے لئے ہی دعا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اپنے دوست احباب اور خویش واقارب کے حق میں پر خلوص دعائیں کرنی چاہئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"دعوة المرء المسلم لأخيه بظهر الغيب مستجابة، عند رأسه ملك موكل، كلما دعا لأخيه بخير قال الملك الموكل به آمين، ولك بمثل" (مسلم، كتاب الذكر والدعاء...... باب فضل الدعاء بظهر الغيب، رقم: ۲۷۳۲)

"مسلمان کی اپنے (مسلمان) بھائی کے حق میں غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر پر ایک مقررہ فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہے، تو اس پر مقررہ فرشتہ کہتا ہے: "آمین (اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما لے) اور اللہ تجھے بھی اس کی مثل دے"

بددعا دینے سے اجتناب کیا جائے!

انسان فطرۃً کمزور اور جلد باز ہے، اس لئے جب وہ کسی سے تنگ آ جاتا ہے تو فوراً بددعائیں دینی شروع کر دیتا ہے حتیٰ کہ اپنی اولاد کو اور اپنے آپ کو بھی بددعائیں دینے سے گریز نہیں کرتا۔ اس لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے فرمایا:

"لا تَدْعُوا على أنفسكم ولا تَدْعُوا على أولادكم، ولا تَدْعُوا على أموالكم، لا توافقوا من الله ساعة يسأل فيها عطاء فيستجيب لكم"

"اپنے لئے بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ کرو، اپنے مال وکاروبار کے لئے بددعا نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا ایسی گھڑی کے موافق ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ انسان کو وہ کچھ عطا فرمادیتا ہے جس کا وہ سوال کرتا ہے، اور یوں وہ تمہاری بددعائیں تمہارے ہی حق میں قبول کرلی جائیں" (صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، رقم: ٣٠٠٩)

مظلوم کی آہ سے بچو!

یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان، دوسرے مسلمان بلکہ کسی بھی انسان پر ظلم نہ کرے۔ اس لئے کہ مظلوم کی بددعا فوراً عرش پر پہنچتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اتق دعوة المظلوم فإنه ليس بينها و بين الله حجاب" (بخارى، الزكاة، باب أخذ الصدقة من الأغنيا، رقم:١٤٩٦، مسلم، رقم:٢٩)

"مظلوم کی بددعا سے بچو، اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی"

حق تلفیوں کا ازالہ اور گناہوں سے اجتناب کریں!

یہ مہینہ توبہ واستغفار اور اللہ کی رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے۔ یعنی اس میں ایک مسلمان کثرت سے توبہ واستغفار کرتا ہے، اور توبہ واستغفار سے حقوق اللہ میں روا رکھی گئی کوتاہیاں تو شاید اللہ معاف فرمادے لیکن حقوق العباد سے متعلق کوتاہیاں اس وقت تک معاف نہیں ہوں گی، جب تک دنیا میں ان کا اِزالہ نہ کرلیا جائے۔ مثلاً کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے واپس کیا جائے۔ کسی کو سب وشتم یا الزام و بہتان کا نشانہ بنایا ہے تو اس سے معافی مانگ کر اسے راضی کیا جائے، کسی کی زمین یا کوئی اور جائیداد ہتھیائی ہے تو وہ اسے لوٹادے۔ جب تک ایک مسلمان اس طرح تلافی اور اِزالہ نہیں کرے گا، اس کی توبہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی طرح وہ کسی اور معاملے میں اللہ کی نافرمانیوں کا ارتکاب کر رہا ہے۔ مثلاً رشوت لیتا ہے، سود کھاتا ہے، حرام اور ناجائز چیزوں کا کاروبار کرتا ہے، یا کاروبار میں جھوٹ اور دھوکے سے کام لیتا ہے، تو جب تک ان گناہوں اور حرکتوں سے بھی انسان باز نہیں آئے گا، اس کی توبہ بے معنی اور مذاق ہے

اسی طرح اس مہینے میں یقیناً اللہ کی رحمت و مغفرت عام ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مستحق وہی مؤمن قرار پاتے ہیں جنہوں نے گناہوں کو ترک کرکے اور حقوق العباد ادا کرکے خالص توبہ کرلی ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ تو اس مہینے میں بھی رحمت و مغفرت الٰہی سے محروم رہ سکتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دلوں کو باہمی بغض وعناد سے پاک کریں!

اللہ کی رحمت و مغفرت کا مستحق بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم آپس میں اپنے دلوں کو ایک دوسرے کی بابت بغض و عناد سے پاک کریں، قطع رحمی سے اجتناب کریں اور اگر ایک دوسرے سے دنیوی معاملات کی وجہ سے بول چال بند کی ہوئی ہے تو آپس میں تعلقات بحال کریں۔ ورنہ یہ قطع رحمی، ترکِ تعلق اور باہمی بغض و عناد بھی مغفرتِ الٰہی سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تفتح أبواب الجنة يوم الإثنين و يوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئا إلا رجلا كانت بينه و بين أخيه شحناء فيقال أنظروا هذين حتى يصطلحا، أنظروا هذين حتى يصطلحا، أنظروا هذين حتى يصطلحا" (صحيح مسلم، كتاب البرّ والصلة والاداب، باب النهي عن الشحناء والتهاجر)

"پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کو معاف کردیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور بغض ہو۔ ان کی بابت کہا جاتا ہے کہ جب تک یہ باہم صلح نہ کرلیں اس وقت تک ان کی مغفرت کے معاملے کو مؤخر کردو۔ صلح کرنے تک ان کے معاملے کو مؤخر کردو۔ ان کے باہم صلح کرنے تک ان کے معاملے کو مؤخر کردو"

اس حدیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپس میں بغض و عناد اور ترکِ تعلق کتنا بڑا جرم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھنے اور تعلق ترک کئے رکھنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا:

"لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هَجَر فوق ثلاث فمات دخل النار" (رواه أحمد و أبوداود وقال الألباني، إسناده صحيح تعليق المشكوٰة ۳/ ۱٤۰۰)

"کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کئے رکھے اور جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور اسی حال میں اس کو موت آگئی، تو وہ جہنمی ہے"

اسی طرح قطع رحمی کا جرم ہے یعنی رشتے داروں سے رشتے ناطے توڑ لینا، ان سے بدسلوکی کرنا اور ان سے تعلق قائم نہ رکھنا۔ ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يدخل الجنة قاطع رحم" "قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا"

(صحيح مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم...... رقم: ٢٥٥٦)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام اعمال سے بچائے جو جنت میں جانے سے رکاوٹ بن سکتے ہیں اور ایسے اعمال کرنے کی توفیق سے نوازے جو ہمیں رحمت و مغفرت الٰہی کا مستحق بنادیں۔ آمین! ☆☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ